اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان عالی قرآن مجید میں موجود ہے ''جو لوگ اپنے (بُرے) افعال پر خوش ہیں اور اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ ان کے کچھ نہ کرنے پر بھی ان کی تعریف کی جائے' سو ان کو آپ یہ خیال نہ کریں کہ عذاب سے چھوٹ گئے (نہیں) اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔'' (آل عمران)۔

دنیا میں ہر دور اور زمانے میں ایسے لوگ رہے ہیں' جن کی خواہش اور شوق یہ رہا ہے کہ لوگ ان کے لیے رطب اللسان رہیں اور ان کی ہر وقت اور ہر موقع پر تعریف ہی کی جائے بلکہ جو کام انہوں نے نہیں کیے ہوتے ان پر بھی ان کی تعریف کی جائے اور اس کام کو اس کے کھاتے میں ڈال دیا جائے۔ جیسے اکثر سیاستدان اپنے انتخابی حلقوں میں قوم اور عوام کی خدمت کا کوئی کام تو سرانجام نہیں دیتے' مگر سنگ بنیاد یا افتتاح کے بڑے بڑے بورڈ آویزاں کر دیتے ہیں کہ یہ فلاں MNA یا MPA کی خصوصی گرانٹ یا کاوش سے منصوبہ شروع ہوا ہے یا پایہ تکمیل کو پہنچا ہے۔ یہ صرف اور صرف شہرت حاصل کرنے یا ناکردہ کاموں پر بھی تعریف کروانے کا شوق ہے اور یہ شوق اکثر لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ مگر حاکم قسم کے لوگوں میں تو یہ مرض وباء کی طرح پھیلا ہوتا ہے۔ البتہ کسی میں کم یا زیادہ ہو سکتا ہے۔

وطن عزیز پاکستان میں بڑے بڑے شوقین مزاج حکمران دیکھے گئے اور پائے جاتے ہیں۔ کوئی طاؤس و رباب کا شوق رکھتا تھا تو کوئی پینے پلانے کا شوق پالتا ہے۔ کوئی کھانے پینے کا بڑا شوقین ہے تو کسی کو سیر سپاٹے کا شوق۔ کوئی کتوں سے دل بہلانے کا شوق رکھتا ہے تو کوئی گھوڑے اور کئی قسم کے جانور پالنے کا شوق۔ کوئی سوروں کا شکار کرنے کا شوق رکھتا ہے تو کوئی تیتر بٹیر اور کوئی جیتے جاگتے' چلتے پھرتے انسانوں کا شکار کر کے اپنے شوق کو پورا کرتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔

ہماری قسمت میں قسما قسم کے شوقین حکمران ہوئے ہیں۔ لیکن اپنے شیخ صاحب میں دوسروں کی نسبت شہرت اور تعریف کروانے کا شوق شاید دوسروں سے کچھ زیادہ ہی ہے۔ یہ ''حضرت'' جب پہلی دفعہ وزیر اطلاعات بنے تو اُس وقت ٹی وی کو جس قدر بے باک اور بے حیا بنایا گیا اور جس طرح کنجریوں کو پروان چڑھایا اور انہیں نوازا گیا اور ایوارڈز دیئے گئے وہ سب تاریخ کا حصہ ہیں اور اس کی نظیر پیش کرنا بعد والوں کے لیے شاید بہت مشکل۔ اب کے روشن خیال حکومت میں جب انہیں وزارت اطلاعات کا قلمدان دیا گیا اور حکومت نے اپنا ترجمان مقرر کر دیا تو انہوں نے ایسے ایسے گل کھلائے اور شاہ سے زیادہ شاہ کی وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے ایسا کردار ادا کیا کہ حکمرانوں کو حضرت شیخ سے خلاصی کروانے میں ہی اپنی عافیت محسوس ہوئی اور انہوں نے شیخ صاحب کو وزارت ریلوے میں بھیج دیا۔ (اگرچہ اب بھی شیخ صاحب کو جب وبال اٹھتا ہے تو کوئی نہ کوئی

در فطنی چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ کہتے ہیں چور چوری سے جائے مگر ہیرا پھیری سے نہ جائے) جب یہ صاحب وزارت ریلوے میں آئے تو بڑے بلند دبانگ دعوے کیے مگر بیوروکریسی اور افسر شاہی نے ان دعوؤں کی ایسی گت بنائی کہ اب حضرت نے بھولے سے بھی کبھی ان کا نام نہیں لیا۔ لیکن شوق تو بہر حال شوق ہوتا ہے اور کہتے ہیں کہ شوق کی قیمت بھی کوئی ادا نہیں کر سکتا کیونکہ قیمتی بہت ہوتا ہے۔ پھر آدمی کے پاس وسائل ہوں اور وہ شوق بھی پورے نہ کرے تو کم از کم اُسے عقلمند نہیں کہا جا سکتا۔ وزارت ریلوے میں شیخ صاحب نے اصلاح کیا کرنی تھی پہلے سے قائم اور جاری نظام کو اکھاڑنے پچھاڑنے پہ لگ گئے اور ایک نیا نعرہ ایجاد کر لیا "نئے صدی، نئے لوگ، نئی ٹرین" (حالانکہ ان نئی ٹرینوں کی حالت دیدنی ہے۔ کسی میں لائٹ نہیں تو کسی کا دروازہ درست نہیں کسی میں پانی میسر نہیں تو کسی کے مسافر AC کی خرابی پر ہنگامہ کرتے نظر آتے ہیں اور 5, 6 گھنٹے لیٹ تو معمول کی بات ہے) اور ہر چند دن بعد کسی نہ کسی روٹ پر نئی ٹرین کا افتتاح کبھی جنرل صاحب اور کبھی وزیر اعظم کرتے نظر آتے ہیں۔ لیکن یہ راز تو اب افشاء ہوا ہے کہ یہ صاحب پرانی ٹرینوں کے نام اور ٹائم ٹیبل تبدیل کر کے ان کا نئے سرے سے افتتاح کروا کر اور اخبارات میں جہازی سائز کے اشتہار شائع کر کے اپنی کارکردگی کا ڈھنڈورہ پیٹتے ہوئے اپنا شوق پورا کر رہے ہیں۔ کسی اسٹیشن کو بند کر دیا تو کئی ٹرینوں کے سٹاپ ختم کر کے عوام کو مشکلات کے عذاب سے دوچار کر دیا۔ لیکن حکمرانوں اور عوام کی سہولت اور آرام سے کیا غرض انہیں تو اپنے کمیشن اور ایسے کاموں پر تعریف سننے کا شوق جسے انہوں نے کیا ہی نہیں۔ اس کی تازہ مثال لاہور فیصل آباد سیکشن پر دو ٹرینوں کی بندش اور ایک کو نان سٹاپ کرنا ہے۔ لاہور سے براستہ فیصل آباد میانوالی کندیاں اور ماڑی انڈس تک ایک ٹرین ماڑی انڈس ایکسپریس کے نام سے قیام پاکستان سے بھی پہلے سے اس روڈ پر اپنے پرانے ٹائم ٹیبل کے مطابق چلتی تھی اور یہ عوام کے لیے باوجود پسنجر ہونے کے بہت مفید تھی کیونکہ شاہدرہ سے لے کر فیصل آباد تک بیسیوں چھوٹے بڑے ایسے اسٹیشن ہیں جن کے قریبی باسیوں کو مغرب کے بعد کوئی سواری میسر نہیں ہوتی۔ چونکہ یہ ٹرین مغرب کے بعد لاہور سے روانہ ہو کر رات تقریباً گیارہ بجے فیصل آباد پہنچتی تھی اس لیے جو کوئی مجبور اس علاقے کا مقیم یا پھنسا ہوا مسافر وہ اس ٹرین کے ذریعہ اپنی منزل تک پہنچ جاتا تھا۔ کیونکہ یہ ٹرین لاہور سے فیصل آباد تک ہر چھوٹے بڑے اسٹیشن پر سٹاپ کرتی تھی کئی بار ایسا ہوا کہ اس علاقے میں راقم بذات خود عشاء کے بعد تبلیغی پروگرام کر کے اس ٹرین کے ذریعہ فیصل آباد پہنچا اور بعد ازاں گوجرانوالہ شیخوپورہ اور فیصل آباد میں اپنے تدریسی فرائض سرانجام دیئے۔ اسی طرح دوسری ٹرین رچنا ایکسپریس تھی جو کہ لاہور سے فیصل آباد کے درمیان روزانہ چار چکر لگاتی تھی اور لاکھوں روپیہ اس کی روزانہ کی آمدنی تھی اور عوام کو بھی سفر کی آسان اور سستی سہولت میسر تھی لیکن ان دونوں ٹرینوں کو سستی شہرت حاصل کرنے نمبر ٹانکنے اور علاقے کے ٹرانسپورٹروں سے ملی بھگت کر کے نان سٹاپ کر کے جہاں ہزاروں لوگوں سے سفر کی سہولت چھین لی ہے وہاں محکمہ ریلوے کو روزانہ لاکھوں کا نقصان بھی پہنچایا ہے (ویسے شیخ برادری تو روپے پیسے کے معاملہ میں بڑی "حساس" مشہور ہے پتہ نہیں وزیر ریلوے شیخ رشید کا تعلق کس شیخ قبیلے سے ہے جو نقصان کر کے بھی شیخ ہی کہلاتا ہے) پتہ نہیں نیب کا ادارہ بھی اس مالی بے ضابطگی اور خزانے کو کروڑوں کے نقصان کا نوٹس لے گا کہ نہیں......؟ لیکن ان سطور میں میری ریلوے کے وزیر اور افسران بالا سے گزارش ہے کہ مجبور و مظلوم غریب عوام کی بد دعاؤں سے بچنے کے لیے ان دونوں ٹرینوں کو سابقہ روٹ اور ٹائم ٹیبل کے مطابق بحال کیا جائے ورنہ.......... اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد رہے کہ جو لوگ نا کردہ کاموں پر بھی تعریف کے شوقین ہوتے ہیں انہیں کامیاب نہ سمجھو (وہ تو ناکام ہیں) اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ مفہوماً (القرآن)